AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
Category Y
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 4 (July-September 2025)

پسند کی شادی(Love Marriage)کے خاندانی زندگی پر اثرات،اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Impacts of Love Marriage on Family Life: A Research Review in the Light of Islamic Teachings

Yasir Abdullah
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies Baha Ud Deen Zakariya University, Multan,
abdullahyasir471@gmail.com

Dr. Monazza Hayat
Associate Professor Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakriya University Multan, muazzahayat@bzu.edu.pk

Humaira Mukhtar
MPhil Scholar, Department Of Islamic Studies Baha Ud Deen Zakariya University, Multan,
humiisheikh18@gmail.com

Hafiz Muhammad Ajmal Naseer
MPhil Scholar Department of Islamic Studies Baha Ud Deen Zakariya University, Multan, hafizajmal322@gmail.com

Abstract
This study presents the impacts of love marriage on family life in the light of Islamic point of views and describes different academic opinions. Islam offers a complete system of life in which the importance of the family is fundamental. The Islamic family is based on love, selflessness, sacrifice, and the fulfillment of rights and duties. Islam has clearly defined the rights and duties of all family members, including the rights of husband, wife, children, and parents. Marriage is given great importance in Islam, it is not only a contract between two people but also a sacred relationship that protects the survival of the human race and chastity. Marriage of convenience is permitted in Islam, but there are certain conditions for it. Both men and women are allowed to see their spouses before marriage. However, for a woman, the permission of the guardian is required. There are differences of opinion among various jurists, but in general, the Hanafi, Shāfi'i, and Hanbali schools have presented their own specific views on this subject. There are some advantages and disadvantages of love marriage. Advantages include freedom of choice of partner, understanding of each other's preferences, and mutual trust. Disadvantages include family boycott ,negative thinking of people about you, financial problems, and unrealistic expectations. There are various reports and studies in favor of arranged marriage that describe its effects.

Keywords: Marriage, Nikaah, Family, Freedom, Law

تمہید

شادی انسانی فطرت کی ضرورت ہے جس کا تصور ہر مذہب میں موجود ہے۔اسلام ایک پاک اور صاف معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے اور ایک مرد اور ایک عورت کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کیلئے نکاح کا تصور پیش کرتا ہے۔کائنات میں جب انسان کی تخلیق کی ابتداء ہوئی تو اللہ تعالی نے سب سے پہلے میاں اور بیوی کا رشتہ تخلیق کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اماں حوا علیہا السلام سے انسانی نسل کا آغاز ہوا۔ گویا نکاح نہ صرف ایک بندھن ہے بلکہ خاندانوں کے ملاپ اور نسل انسانی کی بقاء کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ یأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتقكُمْ ، إِنَّ الله عليمٌ خَبِيرٌ[(1)] .

ترجمہ:اے لوگو!ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو، بیشک اللہ خوب جاننے والا خوب خبر رکھنے والا ہے۔

اسلام میں نکاح کا تصور اپنے اندر طہارت اور پاکیزگی لیے ہوئے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نکاح اور شادی کی ترغیب دی۔ جیسا کہ ارشاد گرامی ہے۔

عن عائشة قال رسول الله ﷺ : النكاح من سنتي فمن لم يَعْمَلُ بِسُنَّتي فليس منى۔[(2)]

CC BY

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے، پس جو میری سنت پر عمل نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اللہ نے انسان کے اندر کچھ فطری تقاضے رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک پسند کا نکاح بھی ہے۔ انسان جیسے جیسے بالغ ہوتا ہے ان تقاضوں میں شدت اور اضافہ آجاتا ہے چونکہ اسلام دینِ فطرت ہے اور مرد و عورت کو پسند اور ناپسند کا اختیار دیتا ہے اور انسان کو معتدل راہ اختیار کرنے کے لیے نکاح کی طرف راغب کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔ [3] اس لیے اس بات پر بحث کی جائے گی کہ پسند کی شادی کے خاندانی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اسلامی قوانین میں اس حوالے سے کیا احکامات ہیں؟ اسی طرح خاندانی زندگی پر پسند کی شادی کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں یا منفی؟ دین اسلام میں مرد اور عورت کی پسندیدگی شادی کے حوالے سے کتنی ضروری ہے؟ خاندان کی پسند سے کی گئی شادی اور پسند کی شادی میں خاوند اور بیوی میں کتنی ذہنی ہم آہنگی ہوتی ہے؟ خاندان کی پسند سے کی گئی شادی اور پسند کی شادی کے بعد کے حالات کیسے ہوتے ہیں؟ خاندان کی پسند سے کی گئی شادی اور پسند کی شادی سے بچوں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

اسلام کا نظامِ خاندان

اسلام میں خاندان کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اس میں خاندانی نظام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے دین اسلام فرد کی فکری تربیت کے حوالے سے اس حقیقت کو متعارف کراتا ہے کہ انسان معاشرت پسندی کے خمیر سے تخلیق کیا گیا۔ خاندان معاشرے کا سب سے اہم اور بنیادی یونٹ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان رشتہ ازدواج سے وجود میں آتا ہے، معاشرے کی ترقی و نشو نما کا انحصار جہاں خاندان پر ہے وہاں معاشرے کی تنزلی و انتشار کا انحصار بھی اس خاندان پر ہے، کیونکہ خاندان ہی معاشرے کی اساسی اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اس سے معاشرے وجود میں آتے ہیں، جس قدر خاندان کی اکائی مضبوط اور مستحکم ہو گی اسی قدر ہی معاشرہ اور ریاست مضبوط اور مستحکم ہوں گے، خاندان کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خاندان کی بقاء اور تحفظ کو شریعت کے بنیادی مقاصد میں شمار کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا ایک مکمل شعبہ جو مناکحات یا اسلام کے عائلی نظام سے موسوم ہے۔ اسی مقصد کے لئے وجود میں لایا گیا۔ اسلام میں خاندان کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اس میں خاندانی نظام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ دین اسلام فرد کی فکری تربیت کے حوالے سے اس حقیقت کو متعارف کراتا ہے کہ انسان معاشرت پسندی کے خمیر سے تخلیق کیا گیا۔ خاندان معاشرے کا سب سے اہم اور بنیادی یونٹ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان رشتہ ازدواج سے وجود میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاندان کو انتشار سے بچانے کے لئے اور اسے استحکام بخشنے کے لئے باہمی حقوق و فرائض کا ایک سلسلہ قائم کر دیا، جس پر عمل پیرا ہو کر انفرادیت پسندی، عدم اعتماد، پریشانی اور انتشار جیسے معاشرتی امراض کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے، اسلام فرد اور جماعت کے تعلق میں جس توازن و اعتدال کا علمبردار ہے اس کا تقاضا ہے کہ خاندان کی حیثیت ایک اجتماعی اکائی کے طور پر قائم رہے تاکہ اجتماعی تربیت کا ابتدائی مرکز وسیع تر اجتماعی شعور اور فلاح کے لئے مؤثر کام کرے۔ لغت عربی میں مادہ "عول" کے ذیل میں "عائۃ" مصدر سے خاندان کا مفہوم واضح کیا گیا ہے مثلاً عربی زبان میں سربراہ خاندان کے لئے "عیال الرجل" کی اصطلاح مستعمل ہے، لسان العرب نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: وعیال الرجل وعینہ الذین یتکفل بھم وقد یکون العیل واحدا والجمع عالۃ[4]

آدمی کے عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے، "عیل" واحد ہے اور اس کی جمع "عالۃ" ہے۔

اسی طرح عیال کہ تعریف ان الفاظ کیساتھ بھی کی گئی ہے کہ

عال عياله يعولهم اذا كفاله معاشهم ، وقال غيره اذا قات تهم ، وقيل قام بما يحاجون اليه من قوت وكسوة وغيرهما[5]

عیال اسے کہا جاتا ہے جس کی معاشی طور پر کفالت کی جائے اور بعض نے کہا ہے کہ جب وہ ان کا خرچ اٹھائے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھانے پینے اور لباس کے لئے اس کے محتاج ہوتے ہیں یعنی وہ شخص جو اپنے کنبے کی کفالت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے وہ عیال الرجال کی تعریف کے ضمن میں آتا ہے، جو شخص کھانے اور لباس کی ضروریات کی کفالت کرتا ہوں۔ الاسراۃ اقارب الرجل من قبل ابيه [6] اهلة زوجته وقالا يعنى صاحبي ابي حنفية كل من في عياله نفقته غير مماليكه لقوله تعالى (فنجيناه واهله اجمعين [7][8]

ابو جعفر نحاس کے نزدیک خاندان سے مراد آدمی کے وہ رشتہ دار ہیں جو اس کے باپ کی طرف سے اور بیوی کے گھر کے لوگ ہوں اور صاحبین کے نزدیک خاندان سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر وہ خرچ کرتا ہو اور وہ اس کے غلاموں میں سے نہ ہوں، وہ اللہ کے اس قول کو دلیل بناتے ہیں "پس ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو بچا لیا۔"

قرآن حکیم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں قرآن پاک میں خاندان کا ذکر بار بار آتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب مصر میں ان کے پاس امداد لینے آئے تو کہنے لگے کہ

يَاأَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ[9]

ترجمہ: اے عزت والے ہمیں اور ہمارے خاندان کو سخت مصیبت پہنچی ہے۔

اسلام کا تصورِ خاندان

اسلام نے خاندان کے ادارے کو باقی رکھا ہے اور اسے مستحکم رکھنے کیلئے قوانین وضع کئے ہیں اور اخلاقی تعلیمات بھی دی ہیں۔ اس نے مرد اور عورت کے جائز اور صحت مند تعلق کے لیے نکاح کو لازم قرار دیا ہے۔ وہ نہ تو رہبانیت کی ہمت افزائی کرتا ہے اور نہ جنسی تسکین کی کھلی چھوٹ دیتا ہے۔ اس کے نزدیک نکاح کے ذریعے ایک مضبوط خاندان وجود میں آتا ہے جس کے تمام افراد میں ذمہ داری کا احساس پایا جاتا ہے اور وہ اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کے غفلت نہیں برتتے۔

اسلام خاندان کو ایک سماجی ضرورت ہی نہیں قرار دیتا ہے بلکہ وہ دینی حیثیت سے بھی اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ قرآن میں صراحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جو پیغمبر بھیجے ہیں انہوں نے خاندانی زندگی گزاری ہے اور اس کے تقاضے پورے کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَ ذُرِّيَّةً۔[10]

OPEN ACCESS

CC BY

ترجمہ: تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا۔

خاندان کے ترکیبی عناصر:

خاندان کے عناصر ترکیبی درج ذیل افراد ہیں:

.شوہر

.بیوی

.أولاد

.والدین

.دیگر رشتہ دار

اسلام نے ان تمام کے حقوق کے بیان کیے ہیں، ان کی ادائیگی کی تاکید کی ہے اور ان کی پامالی سے ڈرایا ہے۔

اسلام میں خاندان سے متعلق تمام افراد کے حقوق بیان کر دیے گئے ہیں اور ان کے فرائض کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہیں۔ حقوق اور فرائض کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ہر فرد صحیح طریقے سے اپنے فرائض انجام دے تو دوسرے تمام افراد اپنے حقوق سے بہرہ ور ہوں گے اور ان کا کوئی حق پامال نہیں ہو گا۔ مثلاً ازدواجی رشتے میں منسلک ہونے کے بعد شوہر کے جو حقوق ہیں وہ بیوی کے فرائض میں داخل ہیں اور بیوی کے جو حقوق ہیں ان کا شمار شوہر کے فرائض میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[11]

ترجمہ: عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔

اسی طرح والدین کے جو حقوق ہیں وہ اولاد کے فرائض ہیں اور اولاد کے جو حقوق ہیں وہ والدین کے فرائض میں داخل ہیں۔ اسی طرح دیگر حقوق کی ادائیگی کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

پسند کی شادی اور عہد حاضر میں اسکی صورتحال

شریعتِ اسلامیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کسی بھی ایسی عورت سے شادی کر سکتا ہے جو نہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو اور نہ وقتی کسی عارض کی وجہ سے حرام ہو۔ قرآن مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس کا ذکر ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مثنى وثلث وربع فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً[12]

ترجمہ: تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو۔

بلکہ نکاح سے پہلے مرد کا اس عورت کو دیکھنا جائز ہے جس سے وہ نکاح کر رہا ہے۔ احادیث میں نہایت صراحت کے ساتھ اس کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ الله صلى الله عليه وآله وسلَّمَ إذا خطب أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نكاحها فَلْيَفْعَلْ قَالَ فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ اتخبا لها حتى رأيت منها ما دَعَانِي إِلَى نِكَاحِهَا وَتَزَوجِهَا فَتَزَوَّجتها۔[13]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اگر ممکن ہو اس کو دیکھ لے اس کے بعد نکاح کرے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا اور میں نے اس کو چھپ کر دیکھ لیا یہاں تک کہ میں نے اس میں وہ چیز پائی جو نکاح پر رغبت کا سبب بنی۔ پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا۔

بلکہ اس مضمون کی اور بھی احادیث ہیں جن میں نکاح سے قبل عورت کی طرف دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

امام ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ففي هذه الأحاديث اباحة النظر إلى وجه المرأة لمن أراد نكاحها۔[14]

ترجمہ: پس ان احادیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اس کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

جمہور کی رائے۔

جمہور علماء کے نزدیک قبل از نکاح مخطوبہ عورت کو دیکھنا جائز ہے۔

امام ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

ذهب جمهور العلماء الى أنه لا بأس بالنظر إلى المرأة اذا أراد أن يتزوجها[15]

جمہور علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب کسی عورت کے ساتھ شادی کا ارادہ ہو تو اس کی طرف نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

محی الدین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مخطوبہ عورت کی طرف نظر کے جواز والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

وفيه استحباب النظر إلى وجه من يريد تزوجها وهو مذهبنا ومذهب مالك وأبي حنيفة وسائر الكوفيين واحمد وجماہير العلماء ۔[16]

CC BY

ترجمہ: اور اس حدیث میں ہے کہ عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا اس شخص کے لئے مستحب ہے جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہو اور یہی مذہب ہمارا (شوافع کا) ہے اور (امام مالک اور (امام) ابو حنیفہ اور تمام کوفہ (کے اہل علم) اور (امام) احمد سمیت جمہور علماء کا ہے۔

امام عبدالرحمن المقدسی الحنبلی (م682ھ) لکھتے ہیں کہ

قال شيخنا لا تعلم بين أهل العلم في اباحة النظر إلى المرأة لمن أراد نكاحها خلاقاء[17]

ترجمہ: ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ ہم نہیں جانتے اہل علم کے درمیان اختلاف واقع ہوا س عورت کی طرف نظر کے جائز ہونے کے بارے میں جس سے کوئی شخص نکاح کا ارادہ رکھتا ہو۔

مخطوبہ عورت کے جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے۔

محدث جلیل مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی (م- 1394ھ-) باب جواز النظر إلى المخطوبه میں حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابو حمید الساعدی کی مخطوبہ عورت کی طرف قبل از نکاح دیکھنے والی روایات

ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہی کہ احادیثِ مذکورہ اس باب میں نص ہیں کہ یہ نظر صرف ان اعضاء کی طرف ہو سکتی ہے جو ستر میں داخل نہیں ہیں مثلاً چہرہ اور ہتھیلیاں۔اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔اور اس مسئلہ میں جمہور کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت "فخطبت عارية فكنت اتخبا" ہے اور راوی جو روایت کرتا ہے وہ اس کو زیادہ پہچانتا ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خاطب لڑکی کے اولیاء سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتا کہ لڑکی کو اس کے سامنے لایا جائے۔اس لیے کہ اس میں اولیاء کی سبکی ہے۔اور ایسے مباح کام جن میں کسی کی سبکی ہو سکتی ہو وہ جائز نہیں ہوتے۔اور نہ ہی عورت کو مطلع کرتے ہوئے دیکھا جائے اس لیے کہ ایسے معاملات میں عورتوں کو حیا آتی ہے اور اس طرح سے اجنبی مرد کی نظر عورت کے دل پر گراں گزرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی جبلت میں غیرت رکھی ہے۔بہر کیف چپکے اور خفیہ طریقے سے مخطوبہ عورت کو دیکھنا جائز ہے۔اور اس قسم کی نظر میں چہرہ اور ہتھیلیاں دیکھی جاسکتی۔[18]

مخطوبہ عورت کو نکاح سے قبل دیکھنے کی اجازت میں شریعت کی حکمت

شریعت اسلامیہ کا قبل از نکاح مخطوبہ عورت کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ پیغام نکاح دینے والے مرد کے دل میں الفت و محبت کے جذبات پیدا ہوں اور وہ اس عورت کو اپنی پسند اور رضا سے اپنائے تاکہ بعد میں ناپسندیدگی کی وجہ سے ندامت و شرمندگی کا سامنا نہ ہو۔

علامہ ابن نجیم (م-970ھ) لکھتے ہیں کہ ونظره إلى مخطوبته قبل النكاح سنة فانه داعية للألفة۔[19]

اور مخطوبہ عورت کی طرف نکاح سے قبل دیکھنا سنت ہے پس بے شک یہ دیکھنا محبت کی طرف داعی ہے۔

حكيم الاسلام شاه ولى الله محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ السبب في استحباب النظر إلى المخطوبة ان يكون التزوج على روية وان يكون أبعد من الندم الذي يلزمه ان اقتحم في النكاح ولم يوافقه[20]

مخطوبہ عورت کی طرف دیکھنے کے مستحب ہونے کا سبب یہ ہے کہ شادی غور و فکر سے ہو اور وہ اس ندامت سے دور رہے جو اس کو نکاح کرنے کے بعد لاحق ہو گی۔اگر وہ شادی اسے موافق نہ آئی۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ نکاح سے قبل عورت کو دیکھنے کی اجازت دینا اسی لئے تاکہ اس کی محبت میں اضافہ ہو اور زندگی پر سکون و خوشگوار گزرے۔

اور اہم بات یہ کہ جمہور فقہاء کے نزدیک مخطوبہ عورت کو دیکھنے کے لئے اس کی رضامندی ضروری نہیں ہے بلکہ چپکے سے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بغیر اطلاع کیے دیکھا جا سکتا ہے۔اس لئے کہ احادیث میں بھی عورت کی اجازت کے ساتھ دیکھنے کا ذکر نہیں ہے اور اس کی حکمت یہی ہو سکتی ہے کہ اگر اس کو اطلاع کیے بغیر دیکھ لیا اور وہ پسند نہ آئی تو اسے ٹھکرائے جانے پر تکلیف اور اذیت نہیں ہو گی۔[21]

مندرجہ بالا اہل علم کے اقوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ نکاح سے قبل مرد کو عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنے کی اجازت دینا اسی لئے ہے تاکہ وہ پسند کی شادی کر سکے اور بعد میں ناپسندیدگی کی تلخیاں اس کی زندگی میں زہر نہ گھول سکیں۔

شریعتِ اسلامیہ چاہتی ہے کہ رشتہ نکاح ایک پائیدار رشتہ ہو اس لئے وہ ابتداء میں ہی ناپائیداری کے تمام دروازوں کو بند کر دیتی ہے۔اس لئے اس لڑکی کو نکاح سے قبل دیکھنے کی اجازت دی گئی۔بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ترغیب فرمائی کہ جس کو پیغام نکاح دیا جائے پہلے اس کو دیکھ لیا جائے۔

لیکن مغربی تہذیب تو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ مرد و عورت کو نکاح سے قبل ایک دوسرے کے ساتھ ایک عرصہ تک وقت بھی گزارنا چاہیے اور باہم پیار و محبت کے تعلقات رکھنے چاہئیں۔تاکہ اچھی طرح ایک دوسرے کی طبیعت اور مزاج کا علم ہو جائے۔مگر اسلام اس طرح کے تعلقات کو بے حیائی اور کبیرہ گناہ قرار دیتا ہے۔

عورتوں کیلئے پسند کی شادی کی شرعی حیثیت۔

شریعتِ اسلامیہ نے جس طرح مرد کو پسند کی شادی کا اختیار دیا ویسے ہی عورت کو بھی دیا ہے کہ وہ شادی کے لئے ایسے مرد کا انتخاب کر سکتی ہے جس سے نکاح شرعاً حرام اور ناجائز نہیں ہے۔قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے۔ارشاد باری ہے:

حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ[22]

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح کرے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا کہ

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاء فبلغن أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن ينكِحْنَ أَزْوَجَهن[23]

OPEN ACCESS
CC BY

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پس وہ اپنی عدت تمام کر چکیں تو اب انہیں اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔

چنانچہ ان آیات کے پیشِ نظر فقہائے احناف کی یہ رائے ہے کہ عاقلہ و بالغہ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔[(24)]

اسی طرح احادیثِ مبارکہ بھی اس مسئلہ کو واضح کرتی ہے کہ عورتوں کی پسند کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ان کا نکاح کیا جائے اور بالغہ عورت سے بغیر اس کی اجازت کے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لا تنكح الأيم حتى تستأمر ولا تنكح البكر حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَارَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ[(25)]

ترجمہ: شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور نہ کنواری کا بغیر اس کی اجازت کے، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنواری کی اجازت کسی طرح معلوم ہو سکتی ہے؟ فرمایا کہ اس کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔

بلکہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک میں ایک عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر ہوا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔

عن خَنسَاء بِنتِ خِدَامٍ الأنصارية أن أباها زوجها وهي تثب فكرهت ذلك فَأَتت رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدُّ نِكَاحَهَا ۔[(26)]

ترجمہ: حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کہتی ہیں کہ میرے والد نے ایک جگہ میرا نکاح کر دیا اور میں شیبہ تھی اور مجھے وہ نکاح منظور نہ تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نکاح فسخ کر دیا۔

اس طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک کنواری لڑکی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اختیار دیا۔(یعنی اگر وہ چاہے تو نکاح کو فسخ کر دے)۔[(27)]

حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

"یعمد احدکم الی بنته فیزوجها القبیح انهن یحببن ما تحبون۔[(28)]"

ترجمہ: تم میں سے جب کوئی اپنی بیٹی کی شادی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی شادی بدصورت آدمی سے کروا دیتا ہے (ایسا نا کرو) بیشک عورتیں بھی وہی پسند کرتی ہیں جو تم پسند کرتے ہو۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بھی کتب حدیث میں موجود ہے:

لا يُكْرِهن أَحَدُكُمُ ابْنَتَهُ عَلَى الرَّجُلِ الْقَبِيحِ فَإِنَّ يُعْبِبن مَا تُحِبُّونَ[(29)]

"تم میں سے کوئی شخص اپنی بیٹی کو بدصورت آدمی کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور نہ کرے پس بے شک وہ عورتیں بھی وہ پسند کرتی ہیں جو تم پسند کرتے ہو۔

علامہ موسیٰ الحجاوی المقدسی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"قال ابن الجوزي في كتاب النساء ويستحب لمن أراد أن يزوج ابنته أن ينظر لها شابا مستحسن الصورة ولا يزوجها دميما وهو القبيح ۔[(30)]

ترجمہ: ابن جوزی نے کتاب النساء میں کہا ہے کہ اس آدمی کے لئے مستحب ہے جو اپنی بیٹی کی شادی کا ارادہ کرے کہ وہ اس کے لئے اچھی شکل و صورت والا نوجوان دیکھے اور اس کی شادی بدصورت آدمی سے نہ کرائے۔

نکاح سے قبل مخطوبہ عورت کے لیے خاطب کو دیکھنے کی اجازت

فقہاء نے اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ پیغام نکاح دینے والے مرد کو عورت نکاح سے قبل دیکھ سکتی ہے۔

امام ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ویجوز للمرأة اذا أرادت أن تتزوج برجل أن تنظر اليه لانه يعجبها من الرجل ما يعجب الرجل منها[(31)]"

اور جائز ہے عورت کے لئے جب وہ کسی آدمی سے شادی کا ارادہ کرے کہ دیکھے اس کی طرف، اس لئے کہ پسند آئے گی اس کو مرد میں سے وہ چیز جو پسند آتی ہے مرد کو عورت سے۔"

فقہاء احناف و مالکیہ اور حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے کہ نکاح سے قبل عورت پیغام نکاح دینے والے مرد کو دیکھ لے۔[(32)]

معلوم ہوا نکاح سے پہلے عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ پیغام نکاح دینے والے مرد کو دیکھے تا کہ بعد میں ناپسندیدگی ازدواجی زندگی پر اثر انداز نہ ہو۔

ولی کی اجازت کے بغیر عورت کی شادی کا شرعی حکم

عصرِ حاضر میں پسند کی شادی کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے۔ بہت سے واقعات ایسے رونما ہو رہے ہیں کہ جن میں مرد و عورت اپنی پسند سے اپنے اولیاء اور بزرگوں کو اعتماد میں لے کر Love Marriage کر رہے ہیں۔ یہ ان کا شرعی حق ہے جس کی شریعت تائید کرتی ہے مگر بہت سارے واقعات ایسے بھی ہیں کہ مرد و عورت نے اپنے اولیاء کو اعتماد میں لیے بغیر گھر سے بھاگ کر پسند کی شادی کر لی اور بعد میں پکڑے جانے پر انہیں بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ جیسا کہ آج کل اخبارات میں اس قسم کی خبریں کثرت سے سامنے آ رہی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کوئی لڑکی گھر سے بھاگ کر پسند کی شادی کرتی ہے تو یہ شادی شریعت کی نگاہ میں کیسی ہے؟

OPEN ACCESS

اس مسئلہ کو اس طرح سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ عاقلہ و بالغہ عورت اپنا نکاح ولی کے بغیر خود کر سکتی ہے یا نہیں۔ فقہاء کی اصطلاح میں اسے کہتے ہیں "حکم ا لنکاح بعبارۃ النساء" (عورتوں کے ایجاب و قبول سے نکاح کا حکم) اس مسئلہ میں حنفیہ اور جمہور فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک "عبارت النساء" سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ جبکہ جمہور فقہاء کے نزدیک "عبارۃ النساء" سے نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ ولی کی "تعبیر" ضروری ہے۔ آئمہ کا تفصیلی موقف درج ذیل ہے۔

احناف کا موقف: امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ظاہر الروایت کے مطابق عاقلہ و بالغہ عورت کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر منعقد ہو جاتا ہے۔ اور امام ابو یوسف سے ایک اور روایت ہے کہ ولی کی رضامندی ضروری ہے۔ جبکہ امام محمد کے نزدیک اس قسم کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح منعقد ہو جائے گا وگرنہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

وينعقد نكاح الحرة العاقلة البائعة برضاها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت أو تيبا عند ابي حنيفة وابي يوسف، في ظاهر الرواية وعن أبي يوسف انه لا ينعقد الابولى وعند محمد ينعقد موقوفا[33]

ترجمہ: اور عاقلہ و بالغہ عورت کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ولی نے اس پر عقد نہ کیا ہو باکرہ ہو یا ثیبہ، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ظاہر الروایت میں۔ اور امام ابو یوسف سے (غیر ظاہر الروایت میں) مروی ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اور امام محمد کے نزدیک موقوف ہو کر منعقد ہوگا۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک عاقلہ و بالغہ اپنی مرضی سے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر سکتی ہے۔ اور امام محمد کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے بھی شیخین کے اس قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔

چنانچہ علامہ مرغینانی لکھتے ہیں کہ "ویروی رجوع محمد الی قولھما[34] "

ترجمہ: اور روایت کیا گیا امام محمد کا رجوع شیخین کے قول کی طرف۔"

جمہور کا موقف:

جمہور فقہاء کے نزدیک اس قسم کا نکاح جو ولی کی اجازت کے بغیر ہو درست نہ ہوگا۔ اس لیے کہ نکاح سے مقصود مقاصدِ نکاح ہوتے ہیں اگر ان کو عورتوں کے حوالے کر دیا جائے تو ان میں خلل واقع ہوگا اور وہ پوری طرح حاصل نہ ہوں گے۔ اس لیے کہ عورتوں کی عقل ناقص ہے۔[35]

اس مسئلہ میں جمہور کا موقف تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے۔

مالکیہ کا موقف:

علامہ ابن رشد الجد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

ان النكاح لا يصح الأ بولى ولا ينكح المرأة الا وليها[36] -

ترجمہ: ولی کے بغیر نکاح صحیح نہ ہوگا۔ اور عورت نکاح نہ کرے مگر اپنے ولی کے ذریعے۔

شوافع کا موقف:

امام ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

لا يصح النكاح الأبولي فان عقدت المرأة لا يصح[37]

ولی کے بغیر نکاح صحیح نہ ہوگا۔ پس اگر عورت نے عقد کر لیا تو صحیح نہ ہوگا۔

امام ابو الحسین یحیٰ بن ابی الخیر العمرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"قال الشافعي قد دل كتاب الله تعالى وسنة رسوله على ان حتما على الأولياء ان يزوجوا الحرائر البوائغ اذا اردن النكاح(38)"

ترجمہ: امام شافعی نے کہا تحقیق اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر رہنمائی کرتی ہے کہ اولیاء پر لازم ہے وہ بالغہ آزاد عورتوں کی شادی خود کرائیں جب وہ عورتیں نکاح کا ارادہ کریں۔

حنابلہ کا موقف:

شیخ الاسلام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"فإن عقدته المراة لنفسها، أو لغيرها باذن وليها، أو بغير اذنه لم يصح[39]"

ترجمہ: پس اگر عورت نے اپنا نکاح خود کر لیا یا کسی اور عورت کا اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا یا ولی کے بغیر نکاح کر لیا تو وہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔

پسند کی شادی کے اثرات

اس جدید دور میں محبت کی شادیاں طے شدہ شادیوں سے زیادہ عام ہیں۔ اس کے بہت سے فوائد اور نقصانات بھی ہیں۔ شادی ایک ایسا رشتہ ہے جہاں دو افراد ایک ساتھ بوڑھے ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں اور زندگی کے تقریباً ہر حصے کو بانٹتے ہیں۔ اپنی یکجہتی کے ساتھ، وہ اپنے بچوں کی پرورش کرنے اور ہر صورت حال میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جدید لوگ اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ پیار کرتے ہیں کیونکہ وہ زیادہ سمجھ بوجھ اور ہم آہنگ تعلقات کو ترجیح دیتے ہیں۔

OPEN ACCESS

اسلام نے رشتہ ازدواج، شادی کو بہت اہمیت دی ہے قرآنِ مجید میں شادی کو سکون کا باعث قرار دیتے ہوئے صاحبانِ ایمان کو شادی کرنے کی تلقین کی ہے۔اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کو نصف ایمان کا محافظ اور رزق میں فراوانی کا سبب قرار دیا ہے. علماء وفقہا کی نگاہ میں شادی سنت موکدہ وہے لیکن جو شخص شادی نہ ہونے کے سبب گناہ میں ملوث ہوتا ہو اس پر شادی واجب ہے۔

اسلام میں شادی کو محض جنسی تسکین یا حصولِ مال ودولت کے لیے قرار نہیں دیا گیا بلکہ اسلام میں نکاح، شادی کا تصورِ عفت وعصمت، پاکدامنی اور ایک ایسی طاہر وصالح نسل پر مبنی ہے جو علم واخلاق سے آراستہ اور دین وانسانیت کی خدمت کے جزبے سے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہو۔ لیکن آج نکاح، مقصد نکاح اور تقریب نکاح کے معانی ہی بدل دیئے گئے ہیں۔ شادی کے لیے سب سے اہم ترین اور حساس مسئلہ لڑکا لڑکی کا انتخاب ہے اس انتخابی عمل میں نہ جانے کیسے بعض مسلمانوں میں غیر اسلامی تصورات قائم ہو گئے ہیں جو سب کی سب تعلیمات دین اسلام، قرآن مجید، احادیث حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ارشادات حضراتِ اہلبیت اور اصحاب اجمعین کے بالکل خلاف ہیں۔

تاہم محبت کی شادی کے کچھ فائدے اور نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ زیادہ تر محبت کی شادیاں زیادہ دیر نہیں چلتیں۔ تو، آج ہم محبت کی شادی کے سب سے عام فوائد اور نقصانات کے بارے میں بات کریں گے۔

شہری آبادی میں کسی حد تک پسند کی شادی کا رجحان پایا جاتا ہے، کیونکہ کالج یونیورسٹی میں مخلوط تعلیم کی وجہ سے ذہنی ہم آہنگی ہو جاتی ہے، تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے ان کے والدین بھی جدید خیال کے حامی ہوتے ہیں تو شہر کے رہنے والوں کو بچوں کے پسند کی شادی کے فیصلے پر اعتراض نہیں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس گاؤں دیہات میں اکثریت ایسے لڑکے اور لڑکیوں کی ہوتی ہے جو اپنی مرضی کے مطابق شادی نہیں کر سکتے ہیں، ایسے گھرانوں میں والدین جس جگہ پر شادی کر دیں بچوں کو وہ قبول کرنا پڑتا ہے۔ پختون سماج میں چونکہ روایات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اس لئے وہاں پر پسند کی شادی کا تصور بہت محدود ہے، کئی نوجوان جوڑوں کو ان کے والدین اور بھائیوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

پسند کی شادی لڑکا کرے تب بھی اس کی گنجائش نہیں ہے تاہم اگر کسی لڑکی نے والدین کی مرضی کے خلاف نکاح کر لیا تو اسے زندہ گاڑھ دیا جاتا ہے۔ اکثر والدین کی طرف سے انتہائی اقدام کا یہ جواز پیش کیا جاتا ہے کہ بیٹی نے ان کی عزت خاک میں ملا دی ہے۔ نکاح ایک فریضہ ہے اور اسلام عاقل اور بالغ مرد وعورت کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نکاح کر سکیں۔ نکاح پر عزت کیسے خاک میں مل گئی ہاں اگر اس نے نکاح کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اپنایا ہے تو والدین حق بجانب ہیں اور انہیں اعتراض کا حق حاصل ہے۔ آپ کی بیٹی یا بیٹا اگر آپ کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے پر مجبور ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ان کیلئے کوئی راستہ نہیں چھوڑا ہے۔ آپ نے انہیں مرضی کی جگہ شادی کی اجازت نہیں دی ہے یا پھر آپ کی سخت مزاجی کی وجہ سے انہیں امید ہی نہیں ہے کہ آپ انہیں سپورٹ کریں گے۔

آپ کے منفی طرزِ عمل نے نوجوان اولاد کو قدم اٹھانے پر مجبور کیا تو ایسے حالات میں یہ ہونا چاہئے کہ آپ ان کے فیصلے کو تسلیم کر کے انہیں دعا دیں کہ وہ اپنی ازدواجی زندگی میں خوش رہیں لیکن والدین اور بڑے بھائی درندے کا روپ دھار کر ان کی زندگی کے درپے ہو جاتے ہیں اور جوڑے کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد انہیں چین آتا ہے۔

پختون سماج میں یہ مرض بہت حد تک پھیل چکا ہے، جو لڑکیاں پڑھ لکھ گئی ہیں وہ اپنی مرضی سے نکاح کرنا چاہتی ہیں مگر سماج انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا ہے، والدین کی سختی اولاد کو بغاوت پر آمادہ کرتی ہے، سو زمانے کی تقاضوں کو دیکھیں اور ایسی بے جا پابندیاں عائد کرنے سے گریز کریں جس کی سماج اجازت دیتا ہے اور نہ اسلام۔ والدین اولاد کا بھلا چاہتے ہیں، پسند کی شادی کے ضمن میں بھی کہا جاتا ہے کہ بچوں کو اپنے نفع نقصان کا کیا پتہ ہے، یہ بات درست ہے کہ والدین کا تجربہ زیادہ ہوتا ہے انہیں نفع ونقصان کا بھی بخوبی علم ہوتا ہے لیکن اس مقصد کیلئے ضروری ہے کہ والدین بچوں کو اعتماد میں لیں، اگر آپ بچوں کو اعتماد میں لے کر انہیں سمجھائیں گے کہ جس جگہ آپ شادی کے خواہشمند ہیں وہاں یہ نقصانات ہو سکتے ہیں، قوی امید ہے کہ بچوں کو آپ کی سمجھ آجائے گی اور وہ آپ کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے۔ باپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ لڑکیوں کی شادی میں ان کی ماں سے معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ لڑکیوں کو کوئی پسند ہے یا نہیں؟ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ لڑکیاں اپنے قریبی رشتہ داروں اور کزنز کو پسند کرنے لگتی ہیں لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کرتی ہیں، کیونکہ ان کی طرف سے محبت یا پسند کے اظہار کو سماج میں اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے سو والدہ چونکہ بچیوں کے بہت قریب ہوتا ہے تو وہ ان سے جاننے کی کوشش کرے کہ انہیں کون پسند ہے؟ ممکن ہے کہ پوچھنے سے آپ کا مسئلہ آسان ہو جائے اور لڑکی ایسی جگہ بتائے جو آپ کیلئے قابل قبول اور آپ کی بھی پسند ہو۔ اس صورت سے بہتر کوئی صورت نہیں ہو سکتی ہے۔ تاہم جب والدین کو معلوم ہو جائے کہ وہ کسی ایسے لڑکے کو پسند کرتی ہے جو خاندان سے باہر ہے اور والدین وہاں پر شادی نہیں کرنا چاہتے ہیں تو اس معاملے کو بھی سختی کی بجائے دانشمندی کے ساتھ حل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ آپ کی سختی کی وجہ سے بچے بالعموم انتہائی اقدام اٹھانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں وہ انتہائی اقدام گھر سے بھاگ کر شادی کرنے کے علاوہ اپنی جان کا خاتمہ بھی ہو سکتا ہے۔

لڑکا اور لڑکی کی سمجھ:

جیسا کہ دونوں ایک دوسرے کو طویل عرصے سے جانتے ہیں، آپ کو بہت زیادہ سمجھ بوجھ ہو گی۔ رشتہ چلانے کے لیے، دونوں کو کافی سمجھ بوجھ کی ضرورت ہوتی ہے، اور محبت کی شادی میں، آپ کے پاس یہ شادی سے پہلے ہی ہو گا۔ طے شدہ شادی میں، آپ دونوں کے درمیان اچھی تفہیم پیدا کرنے کے لیے جدوجہد کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ محبت کی شادی میں ہیں، تو تعلقات کو جاری رکھنا اور زیادہ آرام دہ اور خوشگوار تعلق بننا بہت آسان ہو گا۔

آپس میں زیادہ اعتماد ہو گا:

CC BY

جب آپ اس شخص سے شادی کرتے ہیں، آپ سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو طویل عرصے سے جانتے ہیں، آپ کے درمیان اعتماد زیادہ اہم ہوگا۔ اگر آپ ایک طے شدہ شادی میں ہیں، تو آپ کو اس شخص پر بھروسہ کرنے میں مشکل پیش آسکتی ہے کیونکہ آپ اسے اچھی طرح سے نہیں جانتے۔ اور یہ رشتہ ایک بڑی غلط فہمی کا سبب بن سکتا ہے۔ محبت کا رشتہ استوار کرنے کے لیے بھروسہ سب سے اہم چیز ہے، لہذا اگر آپ محبت کی شادی میں ہیں، تو یقیناً آپ کو اپنے ساتھی پر زیادہ بھروسہ ہوگا، جو آپ کو تعلق کو صحت مند رکھنے میں مدد دے گا۔

اپنے ساتھی کی ترجیحات کو پہلے سے معلوم ہوگئی:

جب آپ اس شخص سے شادی کرتے ہیں، آپ سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو طویل عرصے سے جانتے ہیں، آپ کے درمیان ایک ایسا رشتہ قائم ہو چکا ہوتا ہے جس کی بدولت ایک دوسرے کی ترجیحات کا علم ہو چکا ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک طے شدہ شادی میں ہیں، تو آپ کو اس شخص کی ترجیحات کو معلوم کرنے میں مشکل پیش آسکتی ہے کیونکہ آپ اسے اچھی طرح سے نہیں جانتے۔ اور یہ رشتہ ایک بڑی غلط فہمی کا سبب بن سکتا ہے۔ محبت کا رشتہ استوار کرنے کے لیے بھروسہ سب سے اہم چیز ہے، لہذا اگر آپ محبت کی شادی میں ہیں، تو یقیناً آپ کو اپنے ساتھی کی ترجیحات کا علم ہوگا، جو آپ کو تعلق کو صحت مند رکھنے میں مدد دے گا۔

پسند کی شادی کے نقصانات:

دونوں کے درمیان محبت اکثر ختم ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگ طویل مدتی تعلقات کے بعد شادی کر لیتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے درمیان محبت ختم ہو سکتی ہے۔ زیادہ تر محبت کی شادیاں کچھ دنوں کے بعد بور ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ پہلے ہی بہت سے رومانوی لمحات ایک ساتھ گزار چکے ہیں، اور ایسی کوئی چیز انہیں پرجوش محسوس نہیں کر سکتی۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے رشتے اور ساتھی سے نفرت کرنے لگتے ہیں کیونکہ ان سے ان کی محبت آہستہ آہستہ ختم ہوتی جاتی ہے۔

خاندانی مدد نہیں مل سکتی:

بعض صورتوں میں، محبت کے پرندوں کو اپنے خاندان کی طرف سے کوئی مدد نہیں مل سکتی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے انہوں نے اسے منتخب کیا ہو جس سے ان کا خاندان متفق نہیں ہے۔ جب آپ کسی سے شادی کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں، آپ کو اپنے خاندان کے خلاف محبت ہوگی، آپ اپنے خاندان سے کوئی مدد نہیں لے سکیں گے، اور شادی کا رشتہ خاندان کے بغیر کامیاب اور مکمل نہیں ہوگا۔ یہ محبت کرنے والے جوڑے کے لیے ایک اہم نقصان ہوگا۔

مالی مسائل تعلقات کو ختم کر سکتے ہیں:

اگر آپ کے پاس خاندانی تعاون نہیں ہے، تو آپ کو بعض اوقات مالی مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ محبت آپ کو خوشی دے سکتی ہے، لیکن یہ بل ادا نہیں کر سکتی۔ جب آپ اپنے ساتھی کی ضروریات پوری نہیں کر سکتے یا اس کے لیے کھانا نہیں لا سکتے تو پھر زندگی مزید رنگین نہیں رہے گی۔ ماضی میں، آپ دونوں مالی طور پر آپ کے خاندان پر منحصر ہو سکتے ہیں، لیکن شادی کے بعد، آپ کے پاس وہ ذریعہ نہیں ہے، اور مالی مسائل کا سامنا کسی بھی شخص کے لئے ایک ہزار باؤ ہوگا۔

بہت سی توقعات تعلقات کو ختم کر سکتی ہیں:

ہر وہ شخص جو رشتے میں ہے اور اپنی زندگی کی محبت سے شادی کرنے کا خواب دیکھتا ہے اسے اپنے ساتھی سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی توقع ہوتی ہے اور ساتھی ان کی خواہشات کو پورا کرنے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ لیکن جب دونوں کی شادی ہو جاتی ہے تو دونوں کو ایک دوسرے سے بہت ساری توقعات ہوتی ہیں اور ساتھی ان کی خواہشات کو پورا کرنے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ لیکن جب دونوں کی شادی ہو جاتی ہے تو بعض اوقات وہ اپنا سو فیصد حاصل نہیں کر پاتے، اور اس کا نارمل انسانی رویہ، لیکن اپنے ساتھی کی توقع انہیں پریشان کر دیتی ہے، اور وہ اپنے ساتھی سے چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر نفرت کرنے لگتے ہیں۔

پسند کی شادی کے نتائج

خاندان کی تشکیل اور وجود کے لیے نکاح کی مشروعیت، نکاح جیسے جائز اور مسنون عمل کی طرف ترغیب، اس کے بے شمار سماجی فوائد، اس پر اجر و ثواب کا وعدہ، ناجائز رشتوں کی قباحت و حرمت، اس کی مذمت، اس پر دنیاوی سزا اور اُخروی عذاب کو بیان کیا گیا اور اس طرح نکاح و شادی کے بعد ازدواجی تعلق کو نہایت مہذب شائستہ اور مطلوب طریقہ قرار دے کر اس کو نہایت آسان بنا دیا گیا ہے۔

نکاح مرد اور عورت کا خالص نجی اور ذاتی معاملہ ہی نہیں، بلکہ یہ نسل انسانی کے وجود، قیامت تک اس کی بقاء، دوام اور بے شمار انسانی و سماجی ضرورتوں اور تقاضوں کی فراہمی اور تحمیل کے لیے اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے متعین کردہ نہایت مہذب اور شائستہ طریقہ ہے اس لیے آیئے جائزہ لیں کہ نکاح سے کن انسانی و سماجی ضرورتوں کی فراہمی اور تکمیل ہوتی ہے اور اس کے کیا فوائد اور اس کے ناہونے کے کیا نقصانات ہیں؟ تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ نکاح اور شادی انسانوں کے لیے کیوں ضروری ہے۔

پسند کی شادی کا حق:

اپنی پسند کی شادی کرنا بالغ لڑکی اور لڑکے کا حق ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے ہاں دُوہرے معیار قائم ہیں اور معاملہ افراط و تفریط کا شکار ہو گیا ہے۔ بعض علاقوں میں والدین کی شدید انانیت سامنے آتی ہے اور اسے غیرت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ انانیت اور غیرت اولاد کے جائز حقوق کا گلا دبا دیتی ہے، اس غیرت کا نشانہ زیادہ تر بیٹیاں بنتی ہیں کیونکہ بیٹے کو پھر بھی اس کی پسند و ناپسند کا اختیار دے دیا جاتا

cc BY

ہے۔دوسری طرف اس ناجائز پابندی اور ہٹ دھرمی کے رد عمل میں بعض بچوں میں بغاوت سر اٹھالیتی ہے۔وہ عدالت میں جاکر رشتہ ازدواج استوار کر لیتے ہیں۔پھر بعض اوقات لڑکی کے گھر والے اسے جان سے مار دینے ہی میں اپنی غیرت کی تسکین تلاش کرتے ہیں۔یہ تلخ واقعات روز مرہ کا معمول ہیں اور اس بات کی شہادت ہیں کہ ہم شریعت سے قطع نظر اولاد پر اپنی ذاتی رائے کو حد سے تجاوز کرتے ہوئے مسلط کرتے ہیں۔ہمیں شرعی مسائل اور تعلیمات کا علم ہوتا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کے مقابلے میں اپنی انا کو ہرگز مسئلہ نہ بننے دیتے۔حقیقت یہ ہے کہ شادی کے معاملے میں والدین کو اپنی بیٹی یا بیٹے پر ان کی مرضی کے خلاف دباؤ کا حق حاصل نہیں ہے۔اگر وہ ان پر دباؤ ڈالیں اور وہ انکار کردیں تو اس سے ان کی نافرمانی نہیں ہوگی بلکہ والدین زبردستی اپنی بچی یا بچے کا نکاح ان کی رضامندی کے خلاف کردیں تو یہ عمل خلاف شریعت ہوگا۔

نکاح خفیہ نہیں بلکہ اعلانیہ ہونا چاہیے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

أَعْلِنوا هذا النِّكَاحَ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْغِرْبَالِ[40]

ترجمہ: نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس پر ڈھول بجایا کرو۔

دوسری روایت میں محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

فصل ما بين الحلال والحرام الدف والصَّوْتُ في النكاح ۔[41]

ترجمہ: حلال وحرام میں فرق نکاح میں گانا اور دف بجانا ہے۔

البتہ جو لڑکا اور لڑکی گھر والوں کی رضامندی کے بغیر خفیہ طور پر نکاح کرتے ہیں وہ شریعت کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں شریعت نے پسند کی شادی کا حق اس طور دیا ہے کہ اس نکاح کو عام کیا جائے اور لوگوں کو اس نکاح کا علم ہو نا کہ اس طور پر کہ خفیہ طور پر نکاح کیا جائے۔لہذا ایسے نکاح جو خفیہ طور پر کیے جاتے ہیں یا جہاں گھر والے لڑکے اور لڑکی کی مرضی کے بغیر کسی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق چند رپورٹس درج ذیل ہیں جو کہ روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوئی ہیں۔

پسند کی شادی کے نتائج

خاندان کی تشکیل اور وجود کے لیے نکاح کی مشروعیت، نکاح جیسے جائز اور مسنون عمل کی طرف ترغیب، اس کے بے شمار سماجی فوائد، اس پر اجر و ثواب کا وعدہ، ناجائز رشتوں کی قباحت و حرمت، اس کی مذمت، اس پر دنیوی سزا اور اخروی عذاب کو بیان کیا گیا اور اس طرح نکاح و شادی کے بعد ازدواجی تعلق کو نہایت مہذب شائستہ اور مطلوب طریقہ قرار دے کر اس کو نہایت آسان بنا دیا گیا ہے۔

نکاح مرد اور عورت کا خالص نجی اور ذاتی معاملہ ہی نہیں، بلکہ یہ نسل انسانی کے وجود، قیامت تک اس کی بقاء، دوام اور بے شمار انسانی و سماجی ضرورتوں اور تقاضوں کی فراہمی اور تحمیل کے لیے اللہ اور رسول کی طرف سے متعین کردہ نہایت مہذب اور شائستہ طریقہ ہے اس لیے آیئے جائزہ لیں کہ نکاح سے کن انسانی و سماجی ضرورتوں کی فراہمی اور تکمیل ہوتی ہے اور اس کے کیا فوائد اور اس کے نہ ہونے کے کیا نقصانات ہیں تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ نکاح اور شادی انسانوں کے لیے کیوں ضروری ہے۔

پسند کی شادی کا حق:

اپنی پسند کی شادی کرنا بالغ لڑکی اور لڑکے کا حق ہے۔اس سلسلے میں ہمارے ہاں دُوہرے معیار قائم ہیں اور معاملہ افراط و تفریط کا شکار ہو گیا ہے۔بعض علاقوں میں والدین کی شدید انانیت سامنے آتی ہے اور اسے غیرت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔یہ انانیت اور غیرت اولاد کے جائز حقوق کا گلا دبا دیتی ہے، اس غیرت کا نشانہ زیادہ تر بیٹیاں بنتی ہیں کیونکہ بیٹے کو پھر بھی اس کی پسند و ناپسند کا اختیار دے دیا جاتا ہے۔

دوسری طرف اس ناجائز پابندی اور ہٹ دھرمی کے رد عمل میں بعض بچوں میں بغاوت سر اٹھالیتی ہے۔وہ عدالت میں جاکر رشتہ ازدواج استوار کر لیتے ہیں۔پھر بعض اوقات لڑکی کے گھر والے اسے جان سے مار دینے ہی میں اپنی غیرت کی تسکین تلاش کرتے ہیں۔یہ تلخ واقعات روز مرہ کا معمول ہیں اور اس بات کی شہادت ہیں کہ ہم شریعت سے قطع نظر اولاد پر اپنی ذاتی رائے کو حد سے تجاوز کرتے ہوئے مسلط کرتے ہیں۔ہمیں شرعی مسائل اور تعلیمات کا علم ہوتا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہُ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کے مقابلے میں اپنی انا کو ہرگز مسئلہ نہ بننے دیتے۔حقیقت یہ ہے کہ شادی کے معاملے میں والدین کو اپنی بیٹی یا بیٹے پر ان کی مرضی کے خلاف دباؤ کا حق حاصل نہیں ہے۔اگر وہ ان پر دباؤ ڈالیں اور وہ انکار کردیں تو اس سے ان کی نافرمانی نہیں ہوگی بلکہ والدین زبردستی اپنی بچی یا بچے کا نکاح ان کی رضامندی کے خلاف کردیں تو یہ عمل خلاف شریعت ہوگا۔

نکاح خفیہ نہیں بلکہ اعلانیہ ہونا چاہیے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

أَعْلِنوا هذا النِّكَاحَ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْغِرْبَالِ[40]

ترجمہ: نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس پر ڈھول بجایا کرو۔

دوسری روایت میں محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

فصل ما بين الحلال والحرام الدف والصَّوْتُ في النكاح ۔[41]

ترجمہ: حلال وحرام میں فرق نکاح میں گانا اور دف بجانا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

البتہ جو لڑکا اور لڑکی گھر والوں کی رضامندی کے بغیر خفیہ طور پر نکاح کرتے ہیں وہ شریعت کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں شریعت نے پسند کی شادی کا حق اس طور دیا ہے کہ اس نکاح کو عام کیا جائے اور لوگوں کو اس نکاح کا علم ہونا کہ اس طور پر کہ خفیہ طور پر نکاح کیا جائے۔ لہٰذا ایسے نکاح جو خفیہ طور پر کیے جاتے ہیں یا جہاں گھر والے لڑکے اور لڑکی کی مرضی کے بغیر کسی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق چند رپورٹس درج ذیل ہیں جو کہ روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوئی ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہونے والی رپورٹس:

پسند کی شادیاں کرنے والی پندرہ سو لڑکیوں نے شادی کے ایک برس بعد ہی طلاقیں لے لیں۔ قانونی ماہرین نے پسند کی شادیوں کو معاشرے کے لیے بوجھ قرار دے دیا ہے۔ رواں برس میں جنوری سے نومبر تک لاہور کی سول عدالتوں نے دو ہزار خواتین کو طلاق کے سرٹیفکیٹ جاری کیے ہیں جن میں پندرہ سو خواتین پسند کی شادیاں کرنے والی شامل ہیں۔ ان عدالتوں نے یہ سرٹیفکیٹس یکم جنوری سے یکم نومبر کے درمیانی عرصہ کے دوران جاری کیے ہیں، طلاق لینے والی ان دو ہزار خواتین میں سے پندرہ سو نے اپنی مرضی سے شادیاں کی تھیں۔ بتایا گیا ہے کہ طلاق لینے والی ان خواتین کی علیحدگی کی وجہ گھریلو ناچاقیاں ہیں۔

یہ صورتحال صرف لاہور کی ہے اور دس ماہ کے عرصہ کی ہے جس سے ملک بھر کی عمومی صورتحال کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اس میں ہمارے خیال کے مطابق صرف پسند کی شادی اس کا سبب نہیں ہے بلکہ یہ عدالتی پالیسی بھی اس کا باعث ہے کہ خلع کو عورت کا مطلق حق سمجھ کر، دونوں فریقوں کا موقف معلوم کیے بغیر، اور انصاف کے معروف تقاضے پورے کیے بغیر علیحدگی کی ڈگریاں جاری کی جا رہی ہیں، جس سے خاندانی نظام مسلسل کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

لودھراں میں پسند کی شادی پر دوہرے قتل کی واردات میں بھائی نے ساتھیوں کے ہمراہ بارہ بجے شب اپنی بہن اور اس کے خاوند کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لودھراں کے نواحی علاقہ موضع شیر پور کی رہائشی روبینہ نے پہلے خاوند سے عدالت کے ذریعے طلاق لے کر صابر سے 8 ماہ قبل پسند کی شادی کر لی۔ جس کا اس کے والد اور بھائیوں کو رنج تھا۔ گزشتہ شب روبینہ اپنے خاوند صابر کے ہمراہ ملتان سے گھر آ رہی تھی کہ چک نمبر 50 کے قریب اس کے بھائی صابر وغیرہ نے فائرنگ کر کے صابر کو موت کے گھاٹ اتارا اور بہن روبینہ کو بھی خنجر کے وار کر کے قتل کر دیا۔

جلال پور پیر والہ میں پسند کی شادی نہ ہونے پر نئی نویلی دلہن اور اس کے محبوب نے زہریلی گولیاں کھا لیں۔ دونوں ہسپتال میں دم توڑ گئے۔ موضع علی پور سادات کی بستی بھٹ کا رہائشی 20 سالہ نوجوان محمد ندیم اور نوناری بستی چک نمبر 84 ایم کی صائمہ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ 3 ستمبر کو صائمہ کی شادی بستی مکانی کے ابرار کے ساتھ ہو گئی۔ اگلے روز وہ واپس گھر آئی تو ساڑھے نو بجے کے قریب اپنے بھائی کے گھر جانے کا کہہ کر گھر سے باہر ندیم سے ملنے چلی گئی۔ شک ہونے پر اس کی ہمشیرہ رقیہ اور اس کے بھائی یوسف اور آصف زیر تعمیر مکان میں گئے تو وہاں پر موجود صائمہ اور ندیم ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ ہم اس جہان کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ رقیہ وغیرہ جب وہاں داخل ہوئیں تو صائمہ اور ندیم زہریلی دوا کھا چکے تھے۔

مغرب نے ترقی یافتہ سولائزیشن کے عنوان سے مرد اور عورت کے درمیان غیر فطری مساوات کا جو طریق کار گزشتہ دو صدیوں سے اختیار کر رکھا ہے اس نے ان کے ہاں تو خاندانی نظام کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں، مگر اپنے ہاں خاندانی رشتوں کا یہ حشر دیکھتے ہوئے بھی مغرب کا اصرار ہے کہ دنیا کی ساری اقوام اپنے اپنے مذہبی احکام اور ثقافتی روایات و اقدار سے دستبردار ہو کر مغرب کا یہ نظام اپنائیں۔ جبکہ عالم اسلام کے مغرب پرست حلقے نتائج و عواقب کی پرواکیے بغیر مسلم معاشروں میں مغربی کلچر کے فروغ اور نفوذ کے لیے سرگرم عمل ہیں، اور اس وقت مسلمانوں کا خاندانی نظام مغرب کی ثقافتی یلغار کا سب سے بڑا ہدف دکھائی دے رہا ہے۔ قرآن کریم نے اس قسم کی صورتحال کے بارے میں فرمایا تھا کہ "ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء" وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی اسی طرح دینی احکام سے انکار کر دو جیسے انہوں نے انکار کر رکھا ہے تاکہ تم سب ایک جیسے ہو جاؤ۔ چنانچہ مغرب ساری دنیا بالخصوص عالم اسلام کو اپنے جیسا بنانے کے لیے مسلسل مصروف عمل ہے۔

ہمارے ہاں عائلی قوانین کے عنوان سے مغربی ایجنڈے کے مطابق شرعی احکام و قوانین کی من مانی تاویلات کا سلسلہ اب سے نصف صدی قبل شروع ہو گیا تھا۔ جس کی علماء کرام اور دینی اسکالرز نے ہمیشہ مخالفت کی ہے اور دلیل و منطق کے ساتھ اس بات کو واضح کیا ہے کہ معاشرتی اور خاندانی نظام میں شرعی احکام و قوانین سے روگردانی کا نتیجہ خاندانی نظام کے بکھرنے اور معاشرے میں اخلاقی خلفشار کی صورت میں سامنے آ رہا ہے، مگر علماء کرام کے اس موقف کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے ہوئے ہمیشہ اس کی حوصلہ شکنی بلکہ اس کا اظہار کرنے والوں کی کردار کشی کی گئی ہے، جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ طلاق کی شرح بڑھتی جا رہی ہے اور خاندانوں میں باہمی اعتماد کا ماحول سبوتاژ ہو کر رہ گیا ہے۔

ہمارے ہاں صورتحال اس حوالہ سے بہر حال بہتر ہے کہ معاشرتی اور خاندانی ماحول میں شرعی احکام سے دستبرداری اور انہیں قبول کرنے سے انکار کی فضا عمومی ماحول میں قائم نہیں کی جا سکی، کیونکہ عام مسلمان اب بھی تمام تر خرابیوں اور کمزوریوں کے باوجود قرآن و سنت کے ساتھ وفاداری کی بات کرتا ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت میں جذبات کی انتہا کو چھونے لگتا ہے، اسی وجہ سے عام مسلمانوں سے یہ بات کہنے کا حوصلہ اب تک کسی میں نہیں ہے کہ شریعت کے احکام آج کے دور میں (نعوذ باللہ) قابل عمل نہیں رہے۔ اس لیے مسلمان ان پر مصر رہنے کی بجائے متبادل کی سوچ پیدا کریں بلکہ ان کے سامنے قرآن و سنت کے احکام و قوانین کو من مانے معانی دے کر یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مغربی ثقافت کی جن اقدار کو قبول کرنے کی بات کی جا رہی ہے وہ خود قرآن و سنت کا تقاضہ ہے۔

آج کے دور میں قرآنی احکام کا یہی مفہوم بنتا ہے۔ مگر قرآن و سنت اور فقہ و شریعت کی تعلیم ہر طرف عام ہونے کی وجہ سے یہ بات بھی عام مسلمانوں کو ہضم نہیں ہو رہی، چنانچہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے یہ کھیل جاری ہے کہ وقفہ وقفہ سے کوئی نہ کوئی دانشور کھڑے ہو کر قرآن و سنت کے احکام و قوانین کا نیا ایڈیشن تیار کرتے ہیں، اسے بڑی محنت اور سلیقے کے ساتھ پیش کرتے ہیں، اور قرآن و سنت کی روایتی اور اجتماعی وراثت کے طور پر چلی آنے والی تعبیرات و تشریحات کے بارے میں تحقیر و استہزاء کا بازار گرم کر دیتے ہیں، مگر اس کے سوا نہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ چند سو نوجوان ان کے ساتھ مل کر بے راہ ہو جاتے ہیں اور بالآخر امت کے اجتماعی علمی دھارے سے کٹ کر رہ جاتے ہیں۔ گزشتہ صدی کے دوران امت مسلمہ نے ایسے جیوں دانشوروں کو ابھرتے، چمکتے اور پھر اسی تیزی کے ساتھ غروب ہوتے دیکھا ہے جبکہ امت کی اجتماعی علمی روایت پوری قوت کے ساتھ کھڑی گنگنا رہی ہے کہ :

CC BY

جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

پسند کی شادی کا مذکورہ معاملہ بھی اس مہم کا حصہ ہے،اسلام نے شادی میں مرد کی طرح عورت کی پسند کو بھی ضروری قرار دیا ہے اور اس کی رضامندی کے بغیر جبری شادی کو قطعی طور پر ناجائز اور ظلم کہا ہے۔لیکن عورت کی پسند کے احترام کی آڑ میں نکاح اور شادی کو والدین کے دائرہ اختیار سے ہی نکال دینے کے عمل کو بھی اسلام اسی طرح ناپسند کرتا ہے اور والدین کو بالغ لڑکی کی مرضی کے بغیر اس کے نکاح سے روکتے ہوئے ولایت اور کفایت کے عنوان سے شادی میں والدین کے کردار اور خاندان کی عزت و وقار کی حدود کا بھی تعیین کرتا ہے۔قرآن وسنت اور فقہ و شریعت میں ولایت اور کفایت کے تحت کسی بھی لڑکے اور لڑکی کے نکاح میں خاندانی عزت و وقار اور والدین کے کردار کا جو لحاظ رکھا ہے اس کو نظرانداز کرکے صرف لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کو نکاح کی بنیاد قرار دینا شرعی احکام اور اسلامی ذوق و مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا۔مگر ہمارے ہاں قرآن و سنت کی تعلیم سے عاری اور اسلامی روایات سے ناواقف جج صاحبان جس طرح کے فیصلے صادر کرتے جا رہے ہیں اس کا نتیجہ اس خلفشار کی صورت میں ہی نکل سکتا ہے جس کی ایک جھلک مذکورہ بالا خبر میں دیکھی جا رہی ہے اور اس پر قانونی ماہرین کی پریشانی بھی سب کے سامنے ہے۔خبر کے مطابق قانونی ماہرین نے جس پریشانی کا اظہار کیا ہے وہ بجا ہے لیکن اس کا حل یہ ہے کہ:

.خاندانی نظام کے بارے میں قرآن و سنت کے احکام سے انحراف اور ان کی من مانی تاویلات کے طرز عمل پر نظرثانی کی جائے۔

.جج صاحبان کو باقاعدہ قانون کے تعلیمی نصاب میں قرآن و سنت کے خاندانی احکام و قوانین کی تعلیم دی جائے اور قضاء وعدالت کی اسلامی روایات سے واقف کرایا جائے۔

.مغربی ثقافت کے ساتھ فاصلہ کی شعوری پالیسی اختیار کی جائے اور مغربی ثقافت کے فروغ و نفوذ کے لیے سرگرم عمل این جی اوز اور دیگر حلقوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔

.ملک کے عمومی تعلیمی نظام میں قرآن و سنت کے معاشرتی اور خاندانی احکام کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

.میڈیا اور لابنگ کے ذرائع کو دستور پاکستان کے مطابق اسلامی اقدار و روایات کے فروغ کا پابند بنایا جائے اور فحاشی و عریانی کے ساتھ ساتھ مادر پدر آزادی کی حوصلہ شکنی کو پالیسی بنایا جائے۔

نتائج

.اسلام نے شادی کے لیے لڑکے اور لڑکی کی پسند کو اہمیت دی ہے لہذا شادی کے لیے لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کا ہونا ضروری ہے تاکہ ایک خوشگوار گھرانہ ترتیب پا سکے۔عصرِ حاضر میں چونکہ پسند کی شادی کو بھاگ کر شادی کرنے یا خاندان کی مرضی کے خلاف شادی کرنے پر منحصر کیا جاتا ہے۔جس وجہ سے پسند کی شادی کے خاندان پر منفی اثرات ہوتے ہیں۔اور خاندان والے لڑکے اور لڑکی کو کسی طور قبول کرنے پر راضی نہیں ہوتے۔اگر پسند کی شادی کو خاندان والوں کی رضامندی کے ساتھ کیا جائے تو اس کے خاندان پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور خاندان والے ان کو قبول کرتے ہیں جس کی وجہ سے پسند کی شادی کامیاب ہوتی ہے۔پسند کی شادی میں لڑکا اور لڑکی آپس میں باہمی گفتگو کرتے ہیں جس کی وجہ ان میں ذہنی ہم آہنگی ہو جاتی اور ایک دوسرے کی نفسیات کو سمجھ جاتے ہیں۔پاکستانی معاشرے میں اکثر واقعات ایسے ہیں جن میں پسند کی شادی میں اکثر لڑکا اور لڑکی گھر سے بھاگ کر شادی کرتے ہیں یا پھر خاندان والوں پر دباؤ ڈال کر شادی کرتے ہیں جس کی وجہ سے پاکستانی معاشرے میں پسند کی شادی کو اچھا تصور نہیں کیا جاتا۔اور یہی وجہ ہے کہ پسند کی شادی کو پاکستان میں مشکلات کا سامنا ہے۔اگر اسلامی قوانین کو مد نظر رکھ کر پسند کی شادی کو فروغ دیا جائے تو پاکستانی معاشرے میں پسند کی شادی کو درپیش مشکلات کو کم کیا جا سکتا ہے۔اسلام میں پسند کی شادی کے لیے گھر والوں کی رضامندی کو شامل حال رکھا گیا ہے جیسا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے۔اور دوسری حدیث شریف میں لڑکے اور لڑکی کو دیکھنے کی اجازت دی گئی۔لہذا اگر لڑکا اور لڑکی کی کوئی پسند ہے تو ان کو چاہیے کہ اپنی پسند کو گھر والوں کے سامنے رکھا جائے۔اور خاندان والوں کو چاہیے کہ ان کی رائے کو بھی سامنے رکھ کر شادی کا فیصلہ کیا جائے۔

سفارشات

اسلامی تعلیمات کی پیروی: خاندان کے تمام افراد کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنے حقوق اور فرائض کی ادائیگی کرنی چاہیے۔

نکاح کی اہمیت: نکاح کو ایک مقدس رشتہ سمجھنا اور اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس کا احترام کرنا چاہیے۔

فقہاء کی آراء کا احترام: مختلف فقہاء کی آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے پسند کی شادی کے مسائل کو حل کرنا چاہیے۔

تعلیم و تربیت: اسلامی تعلیمات کے مطابق بچوں کی تعلیم و تربیت پر زور دینا چاہیے تاکہ وہ اچھے انسان اور مسلمان بن سکیں۔

خاندانی مدد: خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کی مدد اور حمایت کرنی چاہیے تاکہ پسند کی شادی کے بعد پیش آنے والے مسائل کا حل ممکن ہو سکے۔

معاشرتی شعور: معاشرتی شعور بیدار کرنے کے لیے تعلیمی اور تربیتی پروگرامز منعقد کیے جائیں تاکہ لوگ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

مشاورت: پسند کی شادی کے فیصلے میں والدین اور سرپرستوں کی مشاورت کو شامل کرنا چاہیے تاکہ خاندان کی حمایت حاصل ہو سکے۔

ان سفارشات پر عمل پیرا ہو کر پسند کی شادی کے خاندانی زندگی پر مثبت اثرات مرتب کیے جا سکتے ہیں اور اسلامی معاشرت میں استحکام پیدا کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

(1) القرآن ، الحجرات: 13

(2) ابن ماجه ، محمد بن يزيد ،سنن ابن ماجه ، كتاب النكاح ، باب فضائلِ النكاح ، بيروت ، لبنان ، دار الكتب العلميه،1998، حديث: 1846

OPEN ACCESS

(3) بخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ، کتاب الصیام ، باب الصوم لمن خاف علی نفسه العزوبة، بیروت ، دار الغرب الاسلامی ، طبع 1998, حدیث: 1905

(4) ابن منظور ، جمال الدین اصمعی محمد بن مکرم ابو الفضل ، الافریقی المصری، لسان العرب ، بذیل ماده عول ، بیروت، دار صارالطبعة السادسة،1997، 11/785

(5) ایضاً ، 11/468

(6) الزبیدی ، حمد مرتضیٰ ، تاج العروس ،دار الفکر ، بیروت ، 1994، 3/13، موسوعة الفقیه ،4/223

(7) القرآن ، الشعراء: 26

(8) الدر المختار شرح تنویر الابصار فی الفقه الحنفی مع حاشیه ابن عابدین ، دار الفکر ، بیروت ، الطبعة الثانیه : 1836ھ ،5/452

(9) القرآن ، یوسف : 88

(10) القرآن ، الرعد : 38

(11) القرآن ، البقره: 228

(12) القرآن ، النساء : 04

(13) ابو داؤد ، سلیمان بن اشعث ، سنن ابی داؤد ، کتاب النکاح ، باب في الرجل ینظر إلي المرأة وهو یرید تزویجها، بیروت ، دار احیاء العربیة ، طبع 1952،حدیث :2082

(14) ابن بطال ، ابو الحسن علی بن خلف ، شرح صحیح بخاری لابن بطال، الریاض ، مکتبة الرشد ،1423ھ،ج : 07،ص:237

(15) ایضاً ، ج:07،ص:236

(16) النووی ، ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی، المنہاج،بیروت ، دار احیاء التراث ، ج:09، ص:210

(17) المقدسی ، عبد الرحمٰن ، ابو الفرج ، الشرح الکبیر علی متن المقنع ، دار الکتب العربی ، للنشر والتوازیع،ج:02،ص:341

(18) العثمانی ، ظفر احمد ،اعلاء السنن کراچی ، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه ،جلد:17، ص:382-384

(19) ابن نجیم ، زین الدین ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ، بیروت ، دار المعرفت ،جلد:03،ص:87

(20) شاہ ولی اللہ ، قطب الدین احمد ، حجة اللہ البالغه ،نور محمد اصح المطابع کراچی ، ج:09،ص:210

(21) النووی ، ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی، المنہاج،بیروت ، دار احیاء التراث ، ج:09، ص:210

(22) القرآن ، البقره: 230

(23) القرآن ، البقره: 232

(24) العینی ، بدر الدین ، محمود بن احمد ، ابو محمد ، البنایه شرح الهدایه ، بیروت ، دار الکتب العلمیه ،1420ھ، ج:05،ص:70

(25) بخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ،کتاب النکاح ، باب لا ینکح الأب وغیره البکر والثیب إلا برضاها، بیروت ، دار الغرب الاسلامی ، طبع 1998 ،حدیث: 5136

(26) بخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ،کتاب النکاح ، باب إذا زوج ابنته وهی کارهة فنکاحه مردود:، بیروت ، دار الغرب الاسلامی ، طبع 1998 ،حدیث :5138

(27) ابو داؤد ، سلیمان بن اشعث ، سنن ابی داؤد ، کتاب النکاح ، باب في البکر یزوجها أبوها ولا یستأمرها،بیروت ، دار احیاء العربیة ، طبع 1952،حدیث :2096

(28) عبد الرزاق بن ہمام، ابوبکر،المصنف ،بیروت ، المکتب الاسلامی ، 1403ھ،ج:06،ص:158

(29) عمر بن شبه بن عبیده ، ابو زید ، تاریخ مدینه لابن شبه ، جده ،1399ھ، ج:02،ص:769

(30) الحجاوی ، موسیٰ بن احمد بن موسیٰ ، ابو النجاء، الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل ، بیروت ، دار المعرفت ،ج:03،ص:157

(31) الشیرازی ، ابو اسحاق ،المہذب فی فقه الامام الشافعی ، بیروت ، دار الکتب العلمیه ، ج:02،ص:424

(32) شامی ، ابن عابدین ، محمد امین ، رد المختار علی الدر المختار ، بیروت ، دار الفکر ،1412ھ، ج:06،ص:370

(33) المرغینانی ، علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل ، الهدایه فی شرح بدایة المبتدی ، بیروت ، دار احیاء التراث العربی ، ج:01، ص:191

(34) ایضاً

(35) ایضاً

(36) ابن رشد ، محمد بن احمد ،ابو الولید ، المقدمات المهدات ، دار الغرب الاسلامی ، 1408ھ ، ج:01،ص:472

(37) الشیرازی ، ابو اسحاق ،المہذب فی فقه الامام الشافعی ، بیروت ، دار الکتب العلمیه ، ج:02ص:426

(38) العمرانی ، ابو الحسین یحییٰ بن ابن الخیر ، البیان فی مذہب الامام الشافعی ، جده ، دار المنہاج ، 1421ھ، ج:09،ص:152

(39) ابن قدامه ، عبداللہ بن احمد ، ابو محمد ، الکافی فی فقه الامام احمد بن حنبل ، بیروت ، دار الکتب العلمیه ، 1414ھ، ج:03،ص:09

(40) ابن ماجه ، محمد بن یزید ، سنن ابن ماجه ،کتاب النکاح ، باب إعلان النکاح ،بیروت ، دار احیاء العربیة ، طبع 1952،حدیث : 1895

(41) ایضاً ، حدیث: 1896

OPEN ACCESS